106 Quraish Makky Verses 4

سورۂ قریش

مکہ مکرمہ میں نازل ہوا۔ اس میں چار آیتیں ہیں

ماقبل سے ربط سورۂ قریش کا سورۂ ماقبل سے ربط اور مناسبت بالکل ظاہر ہے۔ یہ اس طرح کہ سورۂ فیل میں خانہ کعبہ کو اس کے دشمنوں، حاسدوں اور ظالموں کی دستبرد سے کس طرح محفوظ رکھا گیا اور اس کے دشمن کس بری طرح تباہ و برباد ہوئے اس کا بیان فرمایا گیا تھا۔ اس سورت شریفہ میں خانہ کعبہ کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھنے والوں کی اللہ سبحانہ کے پاس کیسی قدر و منزلت ہے اس کا بیان فرمایا جا رہا ہے۔ اور ان دونوں سورتوں سے مجموعی طور پر خانۂ کعبہ کی عزت و عظمت جو حق سبحانہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کا اظہار ہوتا ہے۔

بعض مفسرین کا خیال اسی بنا پر بعض مفسرین نے یہ فرمایا ہے کہ یہ دونوں سورتیں حقیقت میں دو نہیں بلکہ ایک ہی سورت ہے۔ دلیل یہ ہے کہ حضرت اُبی بن کعبؓ کے مصحف میں ان سورتوں کے درمیان بسم اللہ نہیں لکھی

ہوئی تھی۔ نیز سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ مغرب کی نماز پڑھائی تو ان دونوں سورتوں کو ایک ہی رکعت میں پڑھا۔ اس کے علاوہ سورۂ قریش کا آغاز لایلاف قریش سے یعنی لام حرف جر سے فرمایا گیا ہے جس کا تعلق فجعلھم کعصف مأکول سے ہے۔ یعنی قریش کو مانوس رکھنے کیلئے اصحاب فیل کو تباہ و برباد کرکے ان کو کھائے ہوئے غلہ کی بھوسی کی طرح بنادیا۔

قول جمہور جمہور مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ دو جدا جدا سورتیں ہیں۔ حضرت ابی بن کعب اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات احاد ہیں۔ جو ثبوت قرآن کریم کے لئے معتبر نہیں۔ قرآن کریم کا ثبوت روایات متواترہ سے ہوتا ہے نہ کہ احاد سے۔ مصحف ابی بن کعب کے سوا دیگر تمام مصاحف میں ان دونوں سورتوں کے درمیان بسم اللہ لکھی ہوئی تھی۔ اور ممکن ہے کہ حضرت عمر نے صرف بیان جواز کے لئے ان دونوں سورتوں کو ملاکر ایک ہی رکعت میں پڑھا ہو۔ بہرحال روایت احاد کو روایات متواترہ پر ترجیح نہیں ہوسکتی۔ نیز لایلاف قریش کی لام کا تعلق فلیعبدوا سے ہے نہ کہ فجعلھم سے۔ اور اگر ایسا دیکھا جائے تو پورے قرآن کریم کو ایک ہی سورہ قرار دینا لازم آئے گا کیونکہ ہر ایک سورے کا مضمون دوسرے سے

ملتا جلتا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ان دونوں سورتوں کے سیاق پر ہی نظر ڈالی جائے تو بداہتہً معلوم ہوتا ہے کہ یہ جدا جدا سورتیں ہیں اس لئے کہ سورۂ فیل کی آیات کریمہ کا ایک ایک فاصلہ یعنی حرف آخر لام ہے۔ فیل، تضلیل، ابابیل، سجیل، مأکول۔ اور سورۂ قریش کے فواصل صیف، خوف ہیں یعنی ان کا حرف آخر ف ہے جس کی صورت بھی جدا ہے اور آواز بھی جدا۔ واللہ اعلم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۚ

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۙ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ

جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۧ اس لئے کہ مانوس رکھا قریش کو

مانوس رکھنا ان کو سفر سے جاڑے کے اور گرمی کے، پس چاہیے کہ بندگی

کرتے رہیں اس گھر کے رب کی جس نے کھانا دیا ان کو بھوک میں اور امن دیا ڈر میں۔

رکوع ۱ ۳۱

لِاِیلٰف قریش کی تفسیر	لِاِیلٰف قریش۔ اس لئے کہ مانوس رکھا

قریش کو" یعنی الفت اور میل ملاپ دیا قریش میں اس طرح کہ وہ سب آپس میں متحد و متفق تھے۔ ان میں افتراق اور پھوٹ نہ تھی۔ سب کے سب حرم شریف کا احترام کرتے اور خانۂ کعبہ کی عزت و عظمت کا خیال رکھتے تھے۔ اور اسی عزت و عظمت کے مدنظر، اطراف و اکناف سے جو قبائل حج و عمرہ ادا کرنے کے لئے خانہ کعبہ کی زیارت کو آتے یہ ان کی خدمت بجا لاتے تھے۔ اُن کے کھانے پینے، رہنے سہنے اور ہر طرح کے آرام و آسائش کا خوشی خوشی انتظام کرتے۔ یہ سب کچھ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی توفیق و تائید سے تھا کہ ہر ایک گھرانہ اپنے حوصلے کے مطابق اس میں حصہ لیتا تھا۔ ظاہر ہے کہ قریش جب بیت اللہ شریف کا پاس و ادب اس درجہ ملحوظ رکھتے اور زائرین کی خدمت اپنا ایک مقدس فریضہ تصور کرتے تھے تو اللہ سبحانہ کو ان کے ساتھ کس درجہ الفت ہوگی یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ قریش، دین اسلام سے بیگانہ تھے۔ پھر جب انھوں نے اسلام قبول کیا تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کو ان کے ساتھ کیا کچھ الفت و انست نہ ہوگی؟

قریش کون ہیں؟ حضور سید عالم، اکرم بنی آدم، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب اشرف کا سلسلہ یوں ہے: حضور سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ، بن عبدالمطلب[1]، بن ہاشم[2]، بن عبدمناف[3]، بن قصی[4]، بن کلاب[5]، بن مرہ[6]، بن کعب[7]، بن لوی[8]، بن غالب[9]، بن فہر[10]، بن مالک[11]، بن نضر[12]، بن کنانہ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ قریش کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: من ولد النضر۔ یعنی نضر بن کنانہ کی اولاد" جو آپؐ کی بارھویں پشت کے جد ہوتے ہیں۔ فقہائے کرام نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی صحیح تر ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ فہر بن مالک کی اولاد قریش ہیں کیونکہ ان کا نام قریش تھا اور فہر ان کا لقب تھا۔ یہ آپؐ کی دسویں پشت کے جد ہیں۔ اس کے سوا اور بھی اقوال ہیں جو سب ضعیف ہیں اور غیر معتبر۔ اس لئے ان اقوال کو نظر انداز کیا گیا۔

قریش کی وجہ تسمیہ

حضرت ابوریحانہ عامری کہتے ہیں: ان معاویہؓ قال لابن عباسؓ لم سمیت قریش قریشاً، قال بدآبۃ تکون فی البحر اعظم دوابہ یقال لھا القرش لا تمر بشیء من الغث والسمین الا اکلتہ قال فانشدنی فی ذلک شیئا فانشدہ شعر الجمحی اذ یقول ؎

وقریش ھی التی تسکن البحر   بھا سمیت قریش قریشا

تأكل الغث والسمين فلا تترك ... منها لذي الجناحين ريشا

هكذا في البلاد حتی قريش ... يأكلون البلاد اكلا كميشا

ولهم آخر الزمان نبی ... يكثر القتل فيهم والخموشا (بیہقی)

جناب معاویہ نے حضرت سیدنا ابن عباسؓ سے دریافت کیا کہ قبیلۂ قریش کا نام قریش کیوں رکھا گیا؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سمندر کے ایک جانور کی وجہ سے جس کا نام قرش ہے جو سمندر کے تمام جانوروں میں بڑا ہی پُرشکوہ ہے اس کا گزر پانی کے جس جانور پر بھی ہوتا ہے خواہ وہ لاغر ہو یا فربہ اسں کو کھا جاتا ہے۔ جناب معاویہ نے کہا کہ اس کا ثبوت؟ تو سیدنا ابن عباسؓ نے جاہلیت کے ایک مشہور شاعر جمحی کے یہ اشعار پڑھے (جن کا ترجمہ یہ ہے:-)

قریش ایک جانور ہے جو سمندر میں رہتا ہے اسی سے قبیلۂ قریش کا نام قریش رکھا گیا۔ اس کو سمندر میں جو جانور بھی مل جاتا ہے خواہ وہ دُبلا ہو یا موٹا۔ وہ اسکو ایسا کھا جاتا ہے کہ اس کا ایک بال اور پَر بھی نہیں چھوڑتا۔ اسی طرح قریش بھی ایسا قبیلہ ہے کہ ساری دنیا کے شہروں کو جڑ پیڑ سے کھا جاتا یعنی ان سب پر غالب رہتا ہے۔ آخری زمانے میں ان میں ایک پیغمبر کا ظہور ہو گا جنکی بدولت (دشمنانِ دین سے ان کے) کامیاب مقابلے رہیں گے۔"

قریش کے لئے سزاری مسلّم ہے	زمانہ گواہ ہے کہ قریش کی ابتدائی حالت کیا تھی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ان کی کیسی ترقی

ہوئی؟ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ـــ ان اللہ اصطفٰی کنانۃ من بنی اسمٰعیل واصطفٰی من کنانۃ قریشا واصطفٰی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم۔ (بغوی) یقین جانو کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے کنانہ کو منتخب فرمایا، اور کنانہ کی اولاد سے قریش کو چن لیا، پھر قریش سے بنی ہاشم کا انتخاب کیا اور بنی ہاشم میں سے مجھے برگزیدہ فرمایا۔" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: ـــ الناس تبع لقریش فی ھذا الشان مسلمھم وکافرھم (بخاری، مسلم) تمام دنیا کے لوگ قریش کے تابع ہیں۔ اس دین اسلام کے بابت میں، وہ مسلمان ہوئے تو ان کے مسلمان ہونے کی بنا پر۔ کافر رہے تو ان کو کافر دیکھ کر۔" حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ـــ الناس تبع لقریش فی الخیر والشر۔ (مسلم شریف) تمام لوگ قریش کے تابع ہیں بھلائی میں بھی اور برائی میں بھی۔" اس سے

صحیحین کی حدیث شریف کی تائید ہوتی ہے۔

قریش

قرآن کریم کے اولیں مخاطب ہیں

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حدیث اصطفاء کے ذریعہ قریش کی صلاحیتوں اور ان کی قوت استعداد کو بیان فرمایا گیا۔ چنانچہ زمانہ گواہ ہے کہ تمام صحابۂ کرام میں افضل الصحابہ قریش ہی سے تھے۔ ان کے بعد کبار اولیاء اللہ بھی بکثرت ان ہی سے ہوئے۔ اور دوسری دو حدیثوں سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جب حضور خاتم النبیین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کو قریش سے مبعوث فرمایا تو قرآن کریم کے اولیں مخاطب قریش ہی تھے۔ اور تمام لوگ شرائع اور ایمان میں ان کے پیچھے پیچھے رکھے گئے۔ ارشاد باری ہے:۔ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ۔ ہم نے جس کسی رسول کو اپنا پیام لوگوں کو سنانے کے لئے بھیجا تو ان کی قوم کی جو زبان تھی اسی زبان میں بھیجا۔" چنانچہ قرآن کریم' عربی زبان میں نازل ہوا اور قریش کی لغت اور محاورے پر' نیز احادیث شریفہ کی شان بھی یہی ہے۔ اصل دین یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' عربی ہی میں ہے۔ استنباط احکام کیلئے عربی کو کماحقہ جاننا ضروری ہے۔

قریش حضورِ انور سے قریب تر ہیں

پھر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا :—

وانذر عشیرتک الاقربین ۔ اور اپنے قریب تر قبیلہ والوں کو ڈر سنائیے " یعنی انذار کا سلسلہ اپنے قریب تر اہل قرابت سے شروع کیجئے ۔ چنانچہ آپ نے اولاً بنی ھاشم کو مخاطب فرمایا ۔ پھر قریش کو پھر دوسرے قبائل کو سلسلہ بہ سلسلہ مخاطب فرماتے گئے یہاں تک کہ دین اسلام تمام دنیا میں پھیل گیا ۔ لہذا قریش ہی جن میں بنی ھاشم کا ممتاز قبیلہ بھی شامل ہے اولیں مخاطب قرار پایا ۔ اور یہی جماعت انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل الناس ٹھہری ۔ ان میں سے جو مشرف باسلام ہوئے وہ دوسرے تمام مسلمانوں کے سردار قرار پائے اور حدیث شریف من سن سنۃ حسنۃ کے مطابق اجور مضاعفہ کے مستحق ٹھہرے ۔ اور جنھوں نے انکار کیا وہ تمام کفار کے پیشوا بنے اور حدیث شریف من سن سنۃ سیئۃ کے بموجب گوناگوں سزاؤں کے مستوجب ہوئے ۔ یہی تشریح ہے حدیث شریف الناس تبع لقریش فی الخیر والشر کی جس کا بیان اوپر گزرا ۔

قریش کی اہمیت

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں :— کنا فی بیت رجل من الانصا

فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتیٰ وقف فاخذ بعضادتی الباب فقال الائمۃ من قریش ولهم علیکم حق ولکم مثل ذلك ما ان استحکموا عدلوا وان استرحموا رحموا واذا عاهدوا وفوا فمن لم یفعل ذلك منهم فعلیه لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔ (امام احمد، ابن ابی شیبہ، نسائی) ہم ایک انصاری کے گھر میں جمع تھے کہ اتنے میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور دروازے کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر ٹھہر گئے پھر ارشاد فرمایا کہ ائمہ (سردار اور پیشوا) قریش سے ہوں گے اور ان کا تم پر حق ہے اور تمہارا بھی اسی طرح (ان پر حق ہے) جب تک کہ وہ اگر حاکم بنائے جائیں تو عدل کریں، اور اگر ان سے رحم کی درخواست کی جائے تو وہ رحم کریں، اور جب عہد کریں تو اس کو پورا کریں۔ پھر ان میں سے جس نے ایسا نہیں کیا تو اس پر اللہ کی، اور فرشتوں کی، اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔"

اللہ سبحانہ کے پاس قریش کی منزلت

جناب معاویہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ ارشاد فرما رہے تھے: ۔ الناس تبع لقریش فی هذا الامر خیارهم فی الجاهلیۃ خیارهم فی الاسلام اذا فقهوا واللہ لولا ان تبطر قریش لاخبرتها بما لخیارها

عند اللہ۔ قال وسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خیر
نسوۃ رکبن الابل صالح نساء قریش ارعاہ علی زوج فی ذات یدہ
واحناہ علی ولد فی صغرۃ۔ (ابن ابی شیبہ) اس امر (خلافت) میں تمام لوگ
قریش کے تابع ہیں۔ ان ہی کے جو لوگ جاہلیت میں اچھے شمار ہوتے تھے اسلام
میں بھی وہ اچھے شمار ہوں گے جب کہ وہ دین کی سمجھ رکھتے ہوں۔ خدا کی قسم ہے
اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش اترانے لگیں گے تو میں ان کو بتلا دیتا کہ ان کے
اچھے لوگوں کے لئے اللہ سبحانہ کے ہاں کیا کیا تیاریاں ہیں" نیز کہا کہ میں نے
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی سنا آپ فرمایا کرتے تھے کہ نیک
بی بیاں جو اونٹوں پر سوار ہوئی ہیں وہ بھی قریش ہی کی صالحات ہیں جو اپنے
شوہر کے مال کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والیاں ہیں۔ اور اپنے بچوں پر
زیادہ تر مہربان رہتی ہیں جبکہ وہ چھوٹے ہوں" اس کی تائید اس حدیث
شریف سے ہوتی ہے جو حضرت ابو جعفرؓ سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ لا تقدموا قریشا فتضلوا ولا تأخروا عنھا
فتضلوا اخیار قریش خیار الناس وشرار قریش شرار الناس والذی
نفس محمد بیدہ لولا ان تبطر قریش لاخبرتھا مالھا عند اللہ (ابن ابی شیبہ)

قریش سے آگے نہ بڑھو (ان پر اپنی بڑائی جتانے اور ان پر حکومت کرنے کی کوشش نہ کرو) پھر گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور نہ ان سے پیچھے رہ جاؤ (کہ ان کی اطاعت نہ کرو) پھر بھی گمراہ ہو جاؤ گے۔ قریش کے اچھے لوگ، تمام لوگوں سے اچھے ہیں اور قریش کے بُرے، سب سے بُرے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش اترانے لگیں گے، میں ان کو بتا دیتا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے پاس ان کی کیا منزلت ہے؟"

قریش اہل صدق اور اہل امانت ہیں

حضرت رفاعہؓ فرماتے ہیں: ــــ جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریشا فقال ھل فیکم من غیرکم قالوا لا الا ابن اختنا ومولانا وحلیفتنا فقال ابن اختکم منکم ومولاکم منکم ان قریشا اھل صدق وامانۃ فمن بغی لھم الغواء اکبہ اللہ علی وجھہ۔ (ابن ابی شیبہ) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو جمع فرمایا پھر دریافت کیا' کیا تمھاری اس جماعت میں تمھارے سوا کوئی غیر آدمی بھی ہے؟ سبھوں نے عرض کیا نہیں۔ مگر ان میں بعض ہماری بہن کی اولاد اور ہمارے آزاد کردہ غلام اور ہمارے حلیف ہیں۔ یہ سُن کر فرمایا۔ تمھاری بہن کی اولاد تمھیں میں شامل ہے اور تمھارے آزاد کردہ غلام بھی تمھیں میں سے ہیں (یہ غیر آدمی نہیں ہوسکتے) یقین جانو کہ قریش سچائی والے اور امانت دار ہیں۔ لہذا جو کوئی انکو راہ راست سے بھٹکا دینا چاہے گا اللہ سبحانہ تعالیٰ اُس کو اوندھا منہ گرادیگا" یعنی وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے گا۔

قریش کی ایک رائے دوسری دو رائے کے برابر

حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ــــ ان للقرشی مثلی قوۃ الرجل من غیر قریش۔ (ابن ابی شیبہ) یقین جانو کہ

ایک ایک قریشی میں اتنی قوت ہے جو غیر قریشی کی قوت سے دُگنی ہوسکتی ہے۔"
حضرت سہل بن ابی حثمہؓ فرماتے ہیں کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ تعلّموا من قریش ولا تعلموھا وقدّموا قریشا ولا تؤخّروھا فانّ للقرشی قوۃ الرجلین من غیر قریش۔ (ابن ابی شیبہ) قریش سے سیکھتے رہو ان کو سکھانے کی کوشش نہ کرو۔ ان کو (ہر امر میں) آگے بڑھایا کرو انکو پیچھے ڈالنے کی کوشش نہ کیا کرو۔ کیونکہ ایک ایک قریشی میں اتنی قوت ہے جو غیر قریشی دو آدمیوں میں ہوتی ہے۔" قیل للزھری ما عنی بذلک قال نبل الرأی۔ (ابن ابی شیبہ، امام احمدؒ) شاگردوں نے یہ حدیثیں سُن کر اپنے استاد حضرت ابن شہاب زہری سے دریافت کیا کہ دوہری قوت سے کیا مراد ہے؟ تو امام زہری نے فرمایا کہ اصابت رائے مراد ہے۔" یعنی قریش کے ایک آدمی کی رائے دوسرے دو کے برابر ہے۔

خلافت قریش کیلئے مسلّم ہے

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ لا یزال ھذا الامر فی قریش ما بقی من الناس اثنان وحرّک اصبعیہ۔ (ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم) یہ امر (خلافت) ہمیشہ قریش ہی میں رہیگا جب تک کہ لوگوں میں سے دو بھی باقی رہیں۔

آپ نے اس موقع پر اپنی دو انگشتان مبارک کو حرکت دیکر اشارہ فرمایا" حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوات و ازکی التسلیمات نے قریش سے فرمایا:۔ ان ھذا الامر فیکم و انتم ولاتہ۔ (ابن ابی شیبہ) یہ امر خلافت یقیناً تم میں رہے گا اور تم ہی اس کے والی اور مستحق ہو" حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:۔ الملك فی قریش والقضاء فی الانصار والاذان فی الحبشۃ۔ (ابن ابی شیبہ) مملکت اور سلطنت قریش میں ہے اور عدالت و قضاء انصار میں اور اذان اہل حبش میں"

قریش کی خصوصیات اور فضائل

حضرت ام ہانیؓ بنت ابی طالب فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: فضل اللہ قریشا بسبع خصال لم یعطھا احد قبلھم ولا یعطیھا احد بعدھم انی فیھم (وفی لفظ النبوۃ فیھم) والخلافۃ فیھم والسقایۃ فیھم ونصروا علی الفیل وعبدوا اللہ سبع سنین (وفی لفظ عشر سنین) لم یعبدہ احد غیرھم ونزلت فیھم سورۃ من القرآن لم یذکر فیھا احد غیرھم لایلاف قریش۔ (بخاری فی تاریخہ، حاکم بروایت صحیحہ، طبرانی، ابن مردویہ، بیہقی) اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قریش کو ایسے سات فضائل مرحمت فرمائے جو

ان سے پہلے کسی کو نہیں دئے اور نہ ان کے بعد کسی کو مل سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ بین افضیں
میں سے ہوں۔ (اور ایک روایت یوں ہے کہ نبوت انہی میں ہے۔ یعنی نبوت ان ہی
کی ایک اشرف واعلیٰ فرد پر ختم ہوئی) دوسری فضیلت یہ کہ خلافت بھی ان ہی میں ہے
تیسری یہ کہ حجابت یعنی خانہ کعبہ کی دربانی اور حفاظت ان ہی کے ذمہ ہے۔ (چنانچہ
بیت اللہ شریف کی کنجی اب تک (بلکہ تا قیام قیامت) ان ہی کے ہاتھ میں ہے۔
قریش کی ایک شاخ بنو شیبہ کلید بردار ہیں۔ چوتھی یہ کہ سقایت یعنی حاجیوں کو
پانی پلانا اور ان کے لئے پانی کا انتظام کرنا بھی ان ہی میں ہے، یعنی بنی عباس میں
یہ خدمت چلی آرہی ہے۔ بنی عباس حاجیوں کو زمزم شریف پلاتے ہیں۔ پانچویں یہ
سات سال اور ایک روایت کی رو سے دس سال ایسے گزرے ہیں کہ خدائے واحد
قدوس کی عبادت بس قریش کرتے رہے، دیگر اقوام اور قبائل یا تو غیر اللہ کی پرستش
میں لگے ہوئے تھے یا خدا کے ہی منکر تھے۔ چھٹی یہ کہ اصحاب فیل کے مقابلے میں اللہ سبحانہٗ
کی طرف سے ان کی مدد فرمائی گئی۔ اور ساتویں یہ کہ قرآن کریم میں ان کیلئے ایک
مستقل سورت شریفہ نازل ہوئی جس میں صرف ان ہی کا بیان فرمایا گیا۔ ان کے ساتھ
اور کسی کا ذکر نہیں فرمایا گیا۔" حضرت زبیر بن عوام اور حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے جن کی روایات معجم طبرانی، ابن مردویہ ابن عساکر

تاریخ خطیب بغدادی' میں موجود ہیں۔

نماز میں فاروق اعظم کا بیت اللہ کی طرف اشارہ

حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: — صلّی عمر بن الخطّاب بالناس بمکّۃ عند البیت فقرأ لایلاف قریش قال فلیعبد وارب ھذا البیت وجعل یومی باصبعہ الی الکعبۃ وھو فی الصلاۃ۔ (سعید بن منصور' ابن ابی شیبہ' ابن المنذر) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (آپ کے عہد خلافت کا واقعہ ہے) مکہ مکرمہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی' اس میں سورت کریمہ لایلاف قریش کی تلاوت فرمانے لگے جب فلیعبد وارب ھذا البیت پر پہنچے تو اپنی انگشت شہادت سے کعبۃ اللہ شریف کی طرف اشارہ فرماتے جاتے تھے کہ قریش کو اس گھر کے مالک کی عبادت کرتے رہنا چاہیے۔ اور یہ اشارہ آپ بحالت نماز فرما رہے تھے" اور چونکہ دنیا بھر کے سب لوگ قریش کے تابع ہیں ان کو بھی اس مبارک گھر کے مالک کی عبادت جاری رکھنی چاہیے۔ مدینہ منورہ میں خطباء کی عادت ہے کہ مسجد نبوی شریف میں خطبہ دیتے وقت خطبہ میں درود شریف پڑھنے کی نوبت روضۂ اطہر کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرکے خطباء یوں کہتے ہیں۔ اللھم صل وسلم علی ھذا النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔ یہ عمل اسی حدیث شریف سے

ماخوذ ہے۔

قریش کو برا نہ کہو حضرت قتادہ بن نعمانؓ فرماتے ہیں: ۔ انہ وقع بقریش فکانہ نال منھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا قتادۃ لا تسبن قریشا فلعلک ای تریٰ منھم رجالا تزدری عملک مع اعمالھم وفعلک مع افعالھم وتغبطھم اذا رأیتھم لولا ان تطغی قریش لاخبرتھم بالذی لھم عند اللہ۔ (امام احمدؒ) انھوں نے قریش کے بارے میں کچھ کلام کیا شاید ان کو قریش سے کچھ تکلیف پہنچی تھی۔ اس پر حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ۔ قتادہ! قریش کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ ممکن ہے تم ان میں ایسے لوگوں کو پاؤ جن کے اعمال کے مقابلے میں اپنے عمل کو ہیچ سمجھنے لگو اور ان کے کارناموں کے آگے اپنے کام کو معمولی قرار دو۔ اور جب تم ان کو دیکھو تو ان پر رشک کرنے لگو۔ اگر قریش کے سر چڑھنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو اللہ سبحانہ کے ہاں ان کی جو منزلت ہے میں ان کو اس کی خبر دے دیتا۔"

قریش سے عداوت نہ رکھو جناب معاویہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ۔ ان ھذا الامر فی قریش لا یعادیھم احد الا کبہ علی وجھہ ما اقاموا الدین۔ (بخاری شریف) یقیناً یہ امر خلافت

قریش میں رہیگا جو کوئی (غیر قریشی) اس بارے میں ان کے مقابلے پر کھڑا ہوگا (اللہ سبحانہ تعالیٰ) اس کو منہ کے بل اوندھا گرا دے گا۔ جب تک کہ وہ اس دین (اسلام) کو قائم و برقرار رکھیں۔" حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من یرد هوان قریش اهانه الله۔ (ترمذی) جو کوئی غیر قریشی قریش کو ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کو ذلیل کریگا۔"

قریش کے لئے حضور اکرم کی دعائیں حضرت عبید بن عمیرؓ فرماتے ہیں:۔

دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقریش فقال اللّٰھم کما اذقت اولھم عذابا فاذق آخرھم نوالا۔ (ابن ابی شیبہ) حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے حق میں دعا کی تو یوں عرض کیا:۔ بار الٰہا! جیسا کہ آپ نے اس (قریش) کے اگلے لوگوں کو اپنے عذاب کا مزہ چکھایا اسی طرح ان کے پچھلے باقی ماندہ لوگوں کو اپنی بخشش اور عطا سے مالا مال فرمائیے۔"

حضرت سیدنا ابن عباس سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے حق میں یہ دعا فرمائی:۔ اللّٰھم اذقت اول قریش نکالا فاذق آخرھم نوالا۔ (ترمذی بروایت صحیحہ) الٰہی! آپ نے قریش کے

اگلوں کو اپنی سزا کا مزہ چکھا دیا ہے اب ان کے پچھلوں کو اپنی بخشش اور عطا سے سرخرو رکھئے۔"

دشمن قریش کیلئے بددعا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ان رجلا قتل فقیل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابعدہ اللہ انہ کان یبغض قریشا۔ (ابن ابی شیبہ) ایک شخص قتل کر دیا گیا اور اس کا ذکر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں آیا اس کو سماعت کرنے کے بعد آپ نے فرمایا اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) دور رکھے وہ قریش کے ساتھ بغض رکھتا تھا" فقیر عرض کرتا ہے کہ قریش کے باب میں اور بھی بہت کچھ مروی ہے جس کو بخیال طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے یہاں جو کچھ بھی عرض کیا گیا سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ بہرحال یہ ہے لایلاف قریش کی تفسیر یعنی قریش کو مانوس رکھنے کی وجہ سے"

رحلۃ الشتاء والصیف کی تفسیر

ایلافہم رحلۃ الشتاء والصیف۔ مانوس رکھنا ان کا سفر کو سردی کے موسم کے اور گرمی کے موسم کے" کہتے ہیں کہ قریش کے لوگ ابتداءً بلاد و خزاعہ میں منتشر تھے اور گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ کوئی ان کا پرسان حال نہ تھا۔ اللہ پاک کو

منظور ہوا کہ اس با عزت و عظمت قبیلے میں جو کمالات فطری طور پر ودیعت ہیں اس سے اہل عالم کو روشناس کرائے اور ان کو اپنا جائز مقام دلائے تو کلاب بن مرہ کے فرزند زید نامی تولد ہوئے جن کی کنیت ابو المغیرہ تھی۔ ان کو قصیّ کے لقب سے بھی پکارا جاتا تھا کیونکہ ان کا مولد (مقام پیدائش) بلاد خزاعہ کا انتہائی گوشہ تھا۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھٹی پشت کے جد ہوتے ہیں۔ جب آپ جوان ہوئے تو آپ نے حرم محترم کو اپنا مقام بنایا۔ اور قریش کے منتشر افراد کو اپنی کوشش سے خانہ کعبہ کے حرم شریف میں لا بسایا۔ اب تمام لوگ آپ کو مُجمّع کہنے لگے کہ اپنی ساری برادری کو حرم محترم میں جمع کر کے بسا دیا۔ چنانچہ حضرت سعید بن محمد بن جبیرؓ بن مطعم سے مروی ہے :۔ ان عبد الملک بن مروان سأل محمد بن جبیر متی سمیت قریش قریشا قال حین اجتمعت الی الحرم من تفرقها فذلک لتجمع التقرش فقال عبد الملک ما سمعت هذا ولکن سمعت ان قصیا کان یقال له القرشی ولم تسم قریش قبله (ابن سعد) خلیفہ عبد الملک بن مروان نے حضرت محمد بن جُبیر سے دریافت کیا کہ قریش کا نام قریش کب رکھا گیا؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ اس قبیلہ کے لوگ ہر طرف سے آکر جب حرم محترم میں اکٹھے ہو کر

آ گئے تو اس طرح ان کے ایک جگہ جمع ہو جانے کی بنا پر ان کو قریش کہا جانے لگا یہ لفظ تقرُّش سے لیا گیا ہے جس کے ایک معنی جمع ہو کر اکٹھے ہو جانے کے بھی ہیں خلیفہ نے کہا یہ بات میں نے کسی سے نہیں سُنی تھی ۔ لیکن اتنا ضرور سنا تھا کہ قُصیّ کو قرشی کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا ۔ ان سے پیشتر کسی کو قریش نہیں کہا گیا ۔" حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوفؓ نے فرمایا ۔ لمّا نزل قصیّ الحرم وغلب علیہ فعل افعالا جمیلۃ فقیل لہ القرشی فھو اوّل من سمّی بہ ۔ (ابن سعد) جب قُصی نے حرم شریف میں بود و باش اختیار کی اور اس پر غلبہ حاصل کیا تو بہت سارے اچھے کام کئے (جس سے حرم شریف میں امن قائم ہو گیا) اس وجہ سے ان کو سب سے پہلے قرشی کہا گیا ۔"

تفسیر حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیزؒ اس سورۃ شریفہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں : ۔ کانت قریش فی الجاھلیۃ تحتفد وکان احتفادھا انّ اھل البیت منھم اذا اسافت یعنی ھلکت اموالھم خرجوا الی براز من الارض فضربوا علی انفسھم الاخبیۃ ثم تناوبوا فیھا حتی یموتوا من قبل ان یعلم بخلّتھم حتی نشأ ھاشم بن عبد مناف فلمّا نبل وعظم قدرہ فی قومہ قال ۔ زمانہ جاہلیت میں کبھی

قریش احتفاد کا شکار ہو جاتے تھے۔ احتفاد یہ تھا کہ ان کے کسی گھرانے کی دولت ختم ہو جاتی اور وہ دیوالیہ ہو جاتے تو آبادی سے باہر آکر خیمہ زن ہوتے اور یکے بعد دیگرے ایسے لوگ اس میں جمع ہوتے اور وہیں (بھوکے پیاسے) ختم ہو جاتے۔ کسی کو ان کی اس حالت کا علم تک نہ ہوتا (یہ سب کچھ خودداری اور خاندانی وقار کی بناپر تھا کہ قریش بھوکے مرجاتے مگر کسی کے آگے دست سوال دراز نہ کرتے) یہاں تک کہ ھاشم بن عبد مناف کا عہد آیا (جو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردادا ہوتے ہیں) جب آپ نے ہوش سنبھالا اور سن رشد کو پہنچے تو اپنی قوم (قریش) میں آپکی بڑی قدر و منزلت ہونے لگی۔ آپ نے قریش کو جمع کرکے ایک دن خطبہ دیا:۔

ہاشم بن عبد مناف کی تقریر دلپذیر

یا معشر قریش! ان العز مع الکثرة وقد اصبحتم اکثر العرب اموالا واعزھم نفرا ان هذا الاحتفاد قد اتی علی کثیر منکم وقد رأیت رأیا قالوا رأیك راشد فمرنا نأتمر۔ اے گروہ قریش! بالیقین جانو کہ عزت قوم کی کثرت سے وابستہ ہے۔ اور (بفضل خدا) تم دیگر قبائل عرب کے مقابلے میں زیادہ مال و دولت کے مالک ہو اور تمھاری تعداد بھی دوسروں کے مقابلے میں زیادہ باعزت ہے۔ احتفاد کی یہ بلا تم پر مسلط ہو چکی ہے اور بہت سارے اس کی لپیٹ میں تباہ و برباد

ہو چکے ہیں میں نے اس سے محفوظ رہنے کی ایک اچھی تدبیر سوچی ہے۔ اس پر سب کے سب خوش ہو کر کہنے لگے فرمائیے وہ کیا تدبیر ہے؟ آپ کی رائے بہترین رائے ہوا کرتی ہے۔ آپ اس کا اظہار فرمائیے ہم سب اس کو قبول و منظور کرنے کے لئے تیار ہیں"

حسن تدبیر ہاشمی

قال رأیت ان اخلط فقراء کم باغنیاء کم فاعمد الی رجل غنیّ فاضمّ الیہ فقیرا عیالہ فیکون یؤازرہ فی الرحلتین رحلۃ الصیف الی الشام و رحلۃ الشتآء الی الیمن فما کان فی مال الغنیّ من فضل عاش الفقیر و عیالہ فی ظلّہ و کان ذلک قطعا للاحتفاد۔ قالوا نعم ما رأیت فالّف بین الناس۔ ہاشم بن عبد مناف نے کہا۔ میری رائے یہ ہے کہ تمہارے محتاجوں کو تمہارے خوش حال لوگوں کے ساتھ جوڑ دوں اور ایک ایک خوش حال گھرانے کے ساتھ ایک ایک محتاج گھرانے کو ملا دوں اس طرح کہ خوش حال گھرانے کے جتنے افراد ان کے اہل و عیال سے ہیں محتاج گھرانے کے بھی اسیقدر افراد کو ان کے ساتھ شامل کر دوں۔ خوش حال لوگ محتاجوں کا بار اٹھاتے رہیں۔ گرمی کے موسم میں اغنیا شام جیسے سرد ملک کا سفر تجارت کیا کریں اور جاڑوں میں یمن کے ملک کو جا کر وہاں تجارت کریں۔ اس سفر اور تجارت میں ان کو جو نفع حاصل ہو اس سے محتاجوں کی خبر گیری کرتے رہیں۔ اس طریقے سے

فقیر و محتاج کی پرورش غنی اور خوش حال کے سایہ عاطفت میں ہوتی رہیگی۔ اور اس تدبیر سے احتفاد اور وبا الپہ کے بھوت کا خاتمہ ہوجائے گا۔ یہ سن کر سبھوں نے بالاتفاق کہا۔ آپ کی رائے نہایت بہتر ہے۔ اس طرح سارے قبیلہ قریش میں انس اور الفت پیدا ہو گئی ۔"

آثار نبوت کا ظہور اور ولادت حضور پر نور

فلما کان من امر الفیل و اصحابه ما کان و انزل الله ما انزل و کان ذلک مفتاح النبوة و اول عز قریش حتی اھابھم الناس کلھم و قالوا اھل الله و الله معھم و کان مولد النبی صلی الله علیه و سلم فی ذلک العام۔ پھر جب اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا اور اس بارے میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے سورۂ فیل نازل فرمایا تو یہاں سے آثار نبوت کا ظہور شروع ہوا اور قریش کی عزت کا سکہ لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب لوگوں پر ان کی ہیبت طاری ہوگئی۔ سب کہنے لگے کہ یہ اللہ والے لوگ ہیں اور اللہ ان کے ساتھ ہے۔ اور اسی سال حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت باسعادت عمل میں آئی۔ فلما بعث الله رسوله صلی الله علیه وسلم کان فیما انزل الله الیه یعرف قومه و ما صنع الیھم و ما نصرھم من الفیل و اھله المتر

كيف فعل ربك باصحاب الفيل الى آخر السورة ثم قال ولم فعلت ذلك يا محمد بقومك وهم يومئذ اهل عبادة اوثان فقال لهم لایلاف قريش الى آخر السورة اى لتراحمهم وتواصلهم وكانوا على شرك

پھر جب اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم (سیدنا محمد مصطفے احمد مجتبیٰ) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپ پر جو کتاب (قرآن کریم) نازل فرمائی جس میں سورۂ فیل بھی تھا اس سے آپ کی قوم (قریش) خوب واقف تھی۔ نیز اس قوم کے ساتھ جو حسن سلوک اور اصحاب فیل کے مقابلے میں قریش کی نصرت اور مدد جو کی گئی اس کو بھی یہ اچھی طرح جانتے تھے۔ ان تمام احسانات کے بعد اللہ سبحانہ نے فرمایا۔ محمد محمود! ہم نے آپ کی قوم کے ساتھ یہ سب کچھ کیوں کیا درحالیکہ وہ اس زمانے میں بت پرستی میں لگے ہوئے تھے؟ یہ حسن سلوک اس بنا پر کہ قریش ان دونوں مشرک ہونے کے باوجود وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت وشفقت کا برتاؤ کرتے اور آپس میں صلۂ رحمی کا طریقہ جاری رکھے ہوئے تھے" پھر سب مل کر ہمارے مقدس گھر (بیت اللہ شریف) کی خدمت کیا کرتے تھے۔

قریش کی تجارت چاروں سمات میں تھی	تفسیر بحر المحیط میں ہے:۔

اصحاب الایلاف کانوا اربعۃ اخوۃ وھم بنو عبد مناف ھاشم کان
یؤالف ملک الشام اخذ منہ خیلا فامن بہ فی تجارتہ الی الشام
وعبد شمس یؤالف الی الحبشۃ والمطلب الی الیمن ونوفل الی فارس
فکان ھؤلاء یسمون المتجرین فیختلف تجر قریش بخیل ھؤلاء
الاخوۃ فلا یتعرض لھم۔ گرما اور سرما کے سفر سے جو مانوس تھے وہ عبد مناف
کے چاروں بیٹے تھے۔ ھاشم کو ملک شام سے الفت تھی وہیں سے گھوڑے
خرید لئے تھے۔ جن کے ذریعہ وہ امن واطمینان کے ساتھ شام جاکر تجارت کیا کرتے
تھے۔ عبد شمس کو حبش کے ملک سے الفت تھی۔ مطلب یمن کو جایا کرتے اور نوفل
ایران جاتے۔ ان چاروں بھائیوں کو تجار مکہ یا تجار قریش کہا جاتا تھا۔ ان کا سفر
گھوڑوں پر ہوا کرتا تھا۔ اور کوئی ان سے تعرض نہ کرتا تھا" اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ قریش کی تجارت مکہ مکرمہ کی چاروں سمتوں میں جاری تھی۔ واللہ اعلم۔

فلیعبدوا رب ھذا البیت کی تفسیر

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ۔ پھر چاہیئے کہ وہ (بتوں کی پوجا کرتے رہنے کی جگہ)
اس مقدس گھر کے مالک (خدائے بزرگ وبرتر وحدہ لاشریک لہ) کی عبادت
کیا کریں اور اس کے آگے اپنی بندگی کا اظہار کرتے رہیں۔ اور تراجم ذتوا صُل

(باہمی رحمت وشفقت، اور آپسی صلہ رحمی) کا طریقہ اے نبی کریم! آپ کے ساتھ بھی بدرجۂ اتم واکمل جاری رکھیں کہ آپ اس قبیلۂ قریش کے فرد فرید اور گوہر وحید ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ خانہ کعبہ وہ مقدس گھر ہے جس کی بنیاد آپ کے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اور حضرت اسماعیل ذبیح علی نبینا وعلیہما الصلاۃ والسلام کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی ہے۔ پڑھو۔ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک السمیع العلیم۔ اور یاد کرو اس واقعہ کو جبکہ ابراہیم واسمٰعیل علی نبینا وعلیہما الصلاۃ والسلام بیت اللہ شریف کی بنیادیں قائم اور ان کے ستون بلند کر رہے تھے تو ابراہیم علیہ السلام دعا کرتے جا رہے تھے اور اسماعیل علیہ السلام آمین کہتے جاتے تھے کہ اے پروردگار ہمارے! تعمیر خانہ کعبہ کی اس خدمت کو ہماری طرف سے شرف قبولیت بخشئے۔ یقیناً آپ ہماری دعاؤں کو سننے اور قبول فرمانے والے اور ہماری نیتوں کو خوب جاننے والے ہیں۔" اسی سلسلے میں آپ نے یہ دعا بھی فرمائی تھی:۔ ربّ انّی اسکنت من ذرّیتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلّھم یشکرون۔ اے پروردگار من! میں نے اپنی کچھ اولاد آپ کے قابل احترام گھر کے

پاس ایسی سرزمین میں سکونت پذیر کردی ہے جو قابل زراعت نہیں تاکہ وہ یہاں نماز قائم کریں۔ لہذا ہر طرف کے چند لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دیجئے کہ (وہ یہاں ہر طرف سے کھنچ کھنچ کر آیا کریں) اور ان کو ثمرات سے مالا مال رکھئے تاکہ وہ ان نعمتوں سے متمتع ہو کر آپ کے شکر گزار بنے رہیں"

قریش پر احسانات خاص یہاں یاد دلایا جارہا ہے کہ تم اے قریش! اپنے جد اعلیٰ ابراہیم و اسمٰعیل علیہما الصلاۃ والسلام کی ان دعاؤں کو فراموش کر کے منتشر ہو گئے تھے۔ ہم نے تم کو فراموش نہیں کیا پھر سے تم کو کعبۃ اللہ شریف کے اطراف لا بسایا۔ تم بت پرستی کر رہے تھے باایںہمہ اصحاب فیل کے فتنے سے نجات دی۔ تم احتفاد کی بلا میں گرفتار ہو کر بھوکے پیاسے مر رہے تھے تو رحلۃ الشتاء والصیف سے مانوس کر کے بھوک پیاس کی مصیبت سے بچا لیا۔ محض ان بنا پر کہ تم ایک دوسرے کے ہمدرد اور آپس میں صلہ رحمی کیا کرتے اور دل وجان سے ہمارے ہی گھر کی عزت وعظمت کو برقرار رکھتے ہوئے اس گھر کی خدمت کیا کرتے تھے۔ ہمارے گھر کے طفیل میں یہ سارا اعزاز تم کو ملا تو چاہیئے کہ اس مقدس گھر کی خدمت کے ساتھ اس گھر کے مالک کی بھی عبادت کیا کرو۔ یہ کیا بات ہے کہ تم رب البیت کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کر رہے ہو اور بتوں کو رب البیت کا ہمسر اور برابر جان کر

شرک جیسا گناہ عظیم کر رہے ہو۔" رب البیت تو وہ مقدس ذات ہے۔

اطعمھم من جوع کی تفسیر الذی اطعمھم من جوع۔ جس نے ان قریش کو ان کے بھوکے رہ جانے کی حالت میں ان کے کھانے پینے کا انتظام فرمایا۔" بھوک پیاس کی بلا قریش کو یکے بعد دیگرے تین طرح سے گھیری ہوئی تھی ایک یہ کہ سرزمین مکہ قابل زراعت نہ تھی تو یہاں کے باشندوں کو ہر دم بھوک پیاس کی فکر لگی ہوئی تھی۔ دعائے خلیل علیہ الصلاۃ والسلام کے ذریعہ اس سے نجات ملی۔ پھر ان کو احتفاد نے آگھیرا، تو قریش کو رحلۃ الشتاء والصیف کا دلدادہ بنا کر اس کا اندیشہ بھی رفع فرما دیا۔ چنانچہ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رض اپنی سابقہ تقریر کو اس جملہ پر ختم فرماتے ہیں:۔ وکان الذی آمنھم منہ من الخوف خوف الفیل واصحابہ واطعامھم ایاھم من الجوع من جوع الاحتفاد۔ (زبیر بن بکار) اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قریش کو جس خوف سے امن بخشا وہ اصحاب فیل کا خوف تھا۔ اور جس بھوک سے انکو نجات دی وہ احتفاد کی بھوک تھی۔" کہ قریش میں جو کوئی شخص دیوالیہ ہو جاتا تو آبادی سے دور جا کر اپنے اہل وعیال سمیت خیمہ زن ہو جاتا اور وہیں سب کے سب بھوک پیاس سے ہلاک ہو جاتے تھے۔ ہاشم بن عبد مناف کی

حسن تدبیر سے یہ لوگ سرما کا سفر یمن کی طرف اور گرما کا سفر شام کی طرف کرنے لگے تو وہاں کے لوگ ان کے ساتھ عزت کا برتاؤ کرنے لگے اس بنا پر کہ یہ جماعت حرم محترم کے باشندے اور خانۂ کعبہ کے خدمت گزار ہیں۔ پھر جب اصحاب فیل کا واقعہ درپیش ہوا اور ابرہہ کا سارا لشکر بحالت تباہی و بربادی ناکام و نامراد رہا تو قریش کی قدر و منزلت یمن اور شام میں (بلکہ سارے ملک عرب میں) اور بھی بڑھ گئی قریش جب یمن اور شام جاتے تو وہاں کے لوگ قریش کو اھل اللہ جان کر انہیں معزز مہمان بناتے تحفہ و تحائف دیتے اور ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھتے پھر اس ضمن میں ان کو تجارت کا نفع جدا طور پر ہوتا جس سے ان کے اغنیاء اپنے فقرا کی مدد کرتے تھے جس کی بدولت احتفاد کی بلا کا خاتمہ ہوا۔

قریش پر قحط پھر اس سے نجات تیسری بھوک وہ تھی جبکہ قریش نے حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لانے میں پس و پیش کیا۔ اور کلمۂ حق کے اظہار کی بنا پر درپئے آزار ہوکر آپ کو ہر طریقہ سے ستانے لگے۔ اللہ سبحانہ نے ان کو قحط کی بلا میں گرفتار فرمایا مسلسل قحط کی وجہ سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ مردار جانوروں کے چمڑے تک بھون بھون کر کھانے لگے۔ بالآخر ابو سفیان نے باوجود مخالفت اسلام پر کمربستہ رہنے کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے التجا کی کہ آپ صلۂ رحمی کی

تلقین فرماتے ہیں اور ادھر آپ کی قوم قحط کے مارے تباہ ہو رہی ہے۔ دعا فرمائیے کہ یہ بلا دفع ہو۔ جب آپ نے دعا فرمائی تو قحط سالی دفع ہوئی۔ اور قریش نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس کے بعد بھی مخالفت کا سلسلہ جاری رہا تا آنکہ فتح مکہ ہوئی اور قریش مسلمان ہو گئے

آمنهم من خوف کی تفسیر وَاٰمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ۔ اور امن دیا انکو بڑے زبردست خوف سے " یعنی ابرہہ کے لشکر سے بچا لیا کہ وہ لشکر ہی تباہ ہوا مگر قریش کو کوئی گزند نہ پہنچا۔ بلکہ تباہ شدہ لشکر کا مال و متاع سب قریش کے ہاتھ لگا جس سے قریش مالا مال ہو گئے۔ جس کا بیان سورہ فیل کی تفسیر میں گزر چکا ہے۔ یہ بھی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کیونکہ ابرہہ کی فوج کا مقابلہ قریش نہیں کر سکتے تھے۔ اگر مقابلہ ہوتا بھی تو قریش تباہ و برباد ہو جاتے۔ ان تمام احسانات کو یاد دلا کر ارشاد ہو رہا ہے قریش کو چاہئے کہ وہ ربّ البیت کی عبادت میں لگے رہیں۔ صرف بیت اللہ کی خدمت کافی نہیں ہو سکتی۔ پھر بیت اللہ کی خدمت کا بھی یہ حال ہے کہ جس گھر سے توحید باری تعالیٰ شانہ کی صدا بلند ہونی چاہئے تھی اس میں تین سو ساٹھ بُت رکھ دئے گئے ہیں اور باری باری سے روزانہ ایک۔ ایک بُت کی پوجا ہو رہی ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی خدمت ہے؟ ایسے عظیم الشان احسانات کی جزا کیا یہی ہو سکتی ہے؟ قریش کو سوچنا اور اپنے ان افعال ناشائستہ پر غور کرنا چاہئے۔

قریش کے لئے دوسرا امن دوسرا امن، قتل وخون، غارت گری اور لوٹ کھسوٹ کے خوف سے۔ چنانچہ حضرت عکرمہ ارشاد باری تعالیٰ وآمنھم من خوف کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ۔لا یختطفون۔ (ابن المنذر ابن ابی حاتم) (حرم محترم کے ساکنین کی جان و مال) اڑا لئے نہیں جاتے۔" یہ اشارہ ہے سورۂ عنکبوت کی آیۂ کریمہ کی طرف جس میں ارشاد باری ہوا ہے:۔ اولم یروا انا جعلنا حرما آمنا و یتخطف الناس من حولھم افبالباطل یؤمنون و بنعمۃ اللہ یکفرون۔ کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم مکہ کو امن کی جگہ بنادی ہے اور اڑا لئے جاتے ہیں (جان و مال) انکے آس پاس سے۔ کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں مانتے؟" یعنی بتوں کا جھوٹا احسان مانتے ہیں اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کا یہ حقیقی احسان نہیں مانتے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ نے مکۂ مکرمہ کو "حرم آمن" بنایا ہے۔ ومن دخلہ کان آمناً۔ اور جو کوئی اس بلد امین میں داخل ہوا وہ ہر طرح قتل و غارت گری اور لوٹ کھسوٹ سے مامون و مصئون ہوگیا۔" یہ بھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی دعا کا ثمرہ ہے۔ آپ نے حق تعالیٰ شانہ سے دعا فرمائی تھی: رب اجعل ھذا بلدا آمنا۔ اے پروردگار من! اس مبارک خطۂ زمین کو امن و امان والا شہر بنا دیجئے۔" اس دعائے مستجاب کی تاثیر یہ ہے کہ کوئی شخص کہیں کا باشندہ ہو اور

کیسے ہی سنگین جرم کا ارتکاب کرکے حرم محترم میں پناہ گزیں ہو گیا ہو اس کو ارض مقدسۂ حرم میں گرفتار نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس کو زبردستی حرم سے باہر لیجایا جا سکتا تا آنکہ وہ خود ہی وہاں سے باہر نہ چلا جائے۔ حرم شریف میں پناہ لے لینے کے بعد کوئی حکومت تک اس پر دست اندازی نہیں کر سکتی۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اس پر کھانا پانی بند کر دیا جائے۔ اور کہیں سے اس کی کوئی مدد نہ کی جائے۔ یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر خود ہی باہر نکل آئے۔ انسان تو انسان یہاں حیوانات، نباتات، جمادات تک محفوظ و مامون ہیں۔ جس کا بیان اوپر گزر چکا۔

قریش کے لئے تیسرا امن تیسرا امن، مرض خبیث جذام کے خوف سے ہے۔

حضرت ضحاک آیہ کریمہ وآمنھم من خوف کی تفسیر میں فرماتے ہیں: — من الجذام۔ (فریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم) اور ان کو امن میں رکھا جذام کے خوف سے۔" یعنی حرم محترم کے ساکنین جذام جیسے مرض خبیث سے محفوظ ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جب بیت اللہ شریف کو ہر طرف کے لوگوں کے بار بار آنے کی جگہ قرار دی اور ارشاد ہوا: — واذ جعلنا البیت مثابة للناس۔ یعنی سارے جہاں کے لوگوں کے حق میں یہاں پلٹ پلٹ کر آنیکی جگہ بنائی تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کو حکم

فرمایا:۔ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یأتین من کل فج عمیق۔ اور لوگوں میں اعلان عام کر دیجئے وہ ہر طرف سے سمٹ سمٹ کر آپ کے (تعمیر کردہ گھر کی زیارت کے) لئے چلے آیا کریں ۔ پیدل بھی اور سواریوں پر بھی (جو سفر کی مشقت برداشت کرنے سے) دُبلی لاغر ہو چکی ہونگی "۔ بہر حال خانۂ کعبہ جب ایسا مقدس مقام قرار دیا گیا کہ لوگ ہر طرف سے یہاں آتے رہیں گے تو یہاں کی آب و ہوا صحت بخش، خوشگوار ہونے کی ضرورت تھی۔ اللہ سبحانہ نے اہتمام خاص یہ فرمایا کہ جذام جیسا خبیث مرض تک یہاں نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر کوئی اس میں پیشتر سے مبتلا ہے تو وہ یہاں چند روز ٹھہر جانے سے بھلا چنگا ہو جائیگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ مقدس سرزمین طاعون سے بھی پاک صاف ہے۔ کہتے ہیں کہ یہاں طاعون بھی نہیں ہوتا۔

حرم مدینۂ پاک کی فضیلت | مدینۂ منورہ کی نسبت بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:۔ غبار المدینۃ امان من الجذام۔ مدینۂ پاک کا غبار اور وہاں کی گرد، بھی جذام سے امان کا ذریعہ ہے "۔ یہ بھی ارشاد ہے:۔ تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا۔ ہماری زمین کی مٹی ہمارے کسی کے آب دہن کے ساتھ مل کر ہمارے بیماروں کے حق میں

شفا بخش ہے ہمارے مالک کے حکم سے "۔ مطلب یہ کہ یہاں نہ صرف جذام وطاعون بلکہ ہر مرض کا علاج ہے ۔ **فقیر** عرض کرتا ہے کہ طاعون اور جذام وغیرہ کا کیا ذکر ہے یہ وہ مقدس سرزمین ہے جہاں نفوس کا تزکیہ اور قلوب کی جلا ہوتی ہے۔ استاذ محترم حضرت العلامہ مولانا حافظ محمد انوار اللہ خاں فضیلت جنگ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

انورا کوئے مدینہ چو شفا خانہ ئیست درد مے قلع مرض ہائے درونیست شود

سورۂ لایلاف کی تاثیر علامہ جزری نے حصن حصین شریف میں حضرت ابو الحسن قزوینی کا یہ قول نقل کیا ہے : ۔ ان خاف من عدوّ او غیرہ فقراءۃ لایلاف قریش امان من کل سوء ۔ اگر کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو تو سورت شریفہ لایلاف قریش کا پڑھنا ہر خوف اور اندیشہ سے نجات اور امان کا موجب ہوتا ہے "۔ علامہ جزری یہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔ مجرب ہے ۔ یہ عمل مجرب ہے "۔ نیز بیہقی وقت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں اپنے شیخ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے : ۔ امرنی شیخی وامامی قدس اللہ سرہ السامی بقراءتہ فی المخاوف ولدفع کل سوء وبلاء وقال مجرب قلت وقد جربتہ کثیرا ۔ مجھے میرے شیخ اور پیشوا (حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید) قدس سرہ العزیز نے حکم دیا تھا کہ خوفناک موقعوں پر ہر قسم کی برائی اور بلاؤں کے دفعیہ کے لئے لایلاف قریش کا سورۂ کریمہ پڑھا کروں ۔ یہ بھی فرمایا کہ یہ مجرب ہے۔ چنانچہ میں نے اکثر اس کا تجربہ کیا ۔ مفید پایا "۔

سورۂ قریش کی تفسیر ختم ہوئی ۔ وللہ الحمد والمنہ ۔ والصلاۃ والسلام علی رسولہ الامین سید الانبیاء والمرسلین سیدنا وسندنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔